قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

Online Edition

مدیر ابو سعید

بدھ 03 نومبر 2021ء | 27 ربیع الاول 1443 ہجری قمری | 03 نبوت 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:261

ارشاد باری تعالیٰ

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ﴿۲﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ﴿۳﴾ اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ﴿۵﴾ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ﴿۶﴾ کَلَّاۤ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَیَطۡغٰۤی ۙ﴿۷﴾ اَنۡ رَّاٰہُ اسۡتَغۡنٰی ؕ﴿۸﴾ اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجۡعٰی ؕ﴿۹﴾

(العلق: 2تا9)

ترجمہ: پڑھ اپنے ربّ کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو ایک چمٹ جانے والے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ، اور تیرا رب سب سے زیادہ معزّز ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ خبردار! انسان یقیناً سرکشی کرتا ہے۔ (اس لئے) کہ اس نے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھا۔ یقیناً تیرے ربّ ہی کی طرف لَوٹ کر جانا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

ہمارے بچے عموماً ماشاء اللہ بڑی چھوٹی عمر میں قرآنِ کریم ختم کر لیتے ہیں۔ جن کی ماؤں کو زیادہ فکر ہوتی ہے کہ ہماری اولاد جلد قرآنِ کریم ختم کرے وہ اُن پر بڑی محنت کرتی ہیں۔ یہاں بھی اور مختلف ملکوں میں جب مَیں جاتا ہوں تو وہاں بھی بچوں اور والدین کو شوق ہوتا ہے کہ میرے سامنے بچوں سے قرآنِ کریم پڑھوا کر اُن کی آمین کی تقریب کروائیں۔ لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کروانے کے بعد پھر اُن کی دہرائی اور بچے کو مستقل قرآنِ کریم پڑھنے کی عادت ڈالنے کے لئے عموماً اتنا تردّد اور کوشش نہیں ہوتی جتنی ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کروانے کے لئے کی جاتی ہے۔ کیونکہ مَیں جب پوچھتا ہوں کہ تلاوت باقاعدہ کرتے ہو یا نہیں (بعضوں کے پڑھنے کے انداز سے پتہ چل جاتا ہے) تو عموماً تلاوت میں باقاعدگی کا مثبت جواب نہیں ہوتا۔ حالانکہ ماؤں اور باپوں کو قرآنِ کریم ختم کروانے کے بعد بھی اس بات کی نگرانی کرنے چاہئے اور فکر کرنی چاہئے کہ بچے پھر باقاعدہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے کی عادت ڈالیں۔ پس اپنی فکریں صرف ایک دفعہ قرآنِ کریم ختم کروانے تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ بعد میں بھی مستقل مزاجی سے اس کی نگرانی کی ضرورت ہے۔ یقینا پہلی مرتبہ قرآنِ کریم پڑھانا اور ختم کروانا ایک بہت اہم کام ہے۔ بعض مائیں چار پانچ سال کے بچوں کو قرآنِ کریم ختم کروا دیتی ہیں اور یقینا یہ بڑا محنت طلب کام ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مستقل مزاجی سے اسے جاری رکھنا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ گزشتہ دنوں ایک خاتون کا مجھے خط ملا جس میں میری والدہ کا ذکر تھا اور لکھا کہ ایک بات جو انہوں نے مجھے کہی اور آج تک میں اس پر اُن کی شکر گزار ہوں کہ ایک دفعہ میں اپنی بچی یا بچے کو لے کر

بقیہ صفحہ 2 پر

اس شمارہ میں

- عشق ایسا ہوا خلافت سے (منظوم)
- احکام خداوندی
- مختلف ممالک کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات
- تلاوت قرآن کریم سے متعلق خلفائے احمدیت کی تڑپ

فرمانِ رسول ﷺ

پہلی وحی کی کیفیت

امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سب سے پہلے حضور ﷺ کو سچی خوابیں آنے لگیں۔ جو خواب بھی آتی وہ نمودِ صبح کی طرح روشن اور صحیح نکلتی۔ حضور ﷺ کو خلوت پسند تھی اور غار حرا میں جا کر عبادت کرتے تھے۔ آپ ﷺ کچھ سامان اپنے ہمراہ لے جاتے۔ جب ختم ہو جاتا تو دوبارہ گھر آ کر کھانے پینے کا سامان لے جاتے۔ اسی اثناء میں آپ ﷺ کے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا 'پڑھو!'۔ آپ ﷺ نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا۔ فرشتہ نے آپ کو سختی سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا 'پڑھو!' حضور ﷺ نے کہا: میں نہیں پڑھ سکتا۔ فرشتہ نے دوسری مرتبہ دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا 'پڑھو!'۔ حضور ﷺ نے کہا: میں نہیں پڑھ سکتا۔ تیسری دفعہ فرشتہ نے پھر دبایا اور چھوڑ دیا اور کہا اپنے اس پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے انسان کو پیدا کیا۔ پڑھو درآنحالیکہ تیرا رب عزت والا اور کرم والا ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ گھر واپس آئے۔ آپ ﷺ کا دل لرز رہا تھا۔ اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہؓ کے پاس آ کر کہا مجھے کمبل اوڑھا دو۔ چنانچہ انہوں نے کمبل اوڑھا دیا۔ جب آپ ﷺ کی گھبراہٹ جاتی رہی تو حضرت خدیجہؓ کو سارا واقعہ بتایا اور اس خیال کا اظہار کیا کہ میں اپنے متعلق ڈرتا ہوں اس پر حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں ہونے دے گا۔ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کو اٹھاتے ہیں، جو خوبیاں معدوم ہو چکی ہیں ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مہمان نواز ہیں، ضروریات حقہ میں امداد کرتے ہیں۔

(ملخص از صحیح بخاری۔ کتاب کیف کان بدأ الوحی الی رسول اللہ ﷺ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

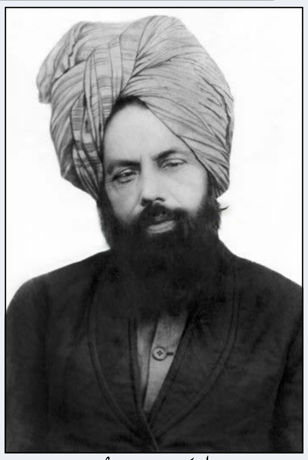

اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے

''خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے۔ بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے۔ کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں۔

کیونکہ کلام الٰہی کے نزُول کا عام قاعدہ اور اصُول یہ ہے کہ جس قدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے جس پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے۔ اسی قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قُدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہو گا۔ اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائِف سے اُس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دُوسرا کلام نہیں پہنچا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد اور قوت قُدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقاماتِ کمال آپؐ پر ختم ہو چکے تھے اور آپؐ انتہائی نُقطہ پر پہنچے ہوئے تھے اس مقام پر قرآن شریف جو آپؐ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے اور جیسے نبوّت کے کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے اسی طرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے۔ آپ خاتم النّبیین ٹھہرے اور آپ کی کتاب خاتم الکُتب ٹھہری۔ جس قدر مراتب اور وجُوہ اعجاز کلام کے ہو سکتے ہیں۔ ان سب کے اعتبار سے آپ کی کتاب انتہائی نُقطہ پر پہنچی ہوئی ہے۔

یعنی کیا باعتبار فصاحت و بلاغت، کیا باعتبار ترتیب مضامین، کیا باعتبار تعلیم، کیا باعتبار کمالاتِ تعلیم، کیا باعتبار ثمراتِ تعلیم، غرض جس پہلُو سے دیکھو اسی پہلُو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے اور اس کا اعجاز ثابت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی۔ بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی ہے۔ یعنی جس پہلُو سے چاہو مقابلہ کرو۔ خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت، خواہ بلحاظ مطالب و مقاصد، خواہ بلحاظ تعلیم، خواہ بلحاظ پیشگوئیوں اور غیب کے جو قرآن شریف میں موجُود ہیں۔ غرض کسی رنگ میں دیکھو، یہ معجزہ ہے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 36-37 مطبوعہ 1984ء)

دربارِ خلافت

پیر بنو۔ پیر پرست نہ بنو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس ہر احمدی پر بہت بڑی ذمہ داری ہے اور یہ ذمہ داری ادا نہیں ہوسکتی جب تک یہ خیال نہ رہے کہ مَیں نے جو خدا تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر ایک عہدِ بیعت باندھا ہے اس کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے آگے جواب دہ ہوں۔ پس یہ خیال رہے تبھی ذمہ داری ادا ہوسکتی ہے۔ پس بڑے بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھیں اور چھوٹے بھی، مرد بھی اور عورتیں بھی۔ یہاں بہت سے گھروں میں بے سکونی کے جو حالات ہیں وہ اس لئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ نہیں ہے، جس طرح توجہ ہونی چاہئے۔ بعض لوگ میرے سے جب ملاقات کرتے ہیں اور دعا کے لئے کہتے ہیں تو میں عموماً کہا کرتا ہوں کہ اپنے لئے خود بھی دعا کرو اور نمازوں کی طرف توجہ دو۔ اور جب پوچھو کہ باقاعدگی سے نمازیں پڑھتے ہیں؟ تو بعض لوگوں کا جواب نفی میں ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں سے میں عموماً یہ کہا کرتا ہوں کہ دین کے ساتھ مذاق نہ کریں۔ دین کو مذاق نہ سمجھیں کہ خود تو نمازوں اور دعاؤں کی عادت نہیں ہے، اُس طرف کوئی توجہ نہیں ہے اور اپنے مسائل اور دنیاوی معاملات کے لئے دعا کے لئے کہہ رہے ہیں۔ پہلے خود تو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کریں، پھر کہیں۔ جب تک خود اپنی حالتوں میں تبدیلی پیدا نہیں کریں گے، یا تبدیلی پیدا کرنے کے لئے اپنی انتہائی کوشش نہیں کریں گے، دوسرے کی دعائیں بھی پھر اثر نہیں کریں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو جماعت قائم کرنے آئے تھے وہ ایسے لوگوں کی جماعت تھی جو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے ہیں اور اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، اس لئے آپ نے فرمایا کہ میں پیر پرستی کو ختم کرنے آیا ہوں۔ فرمایا کہ تم پیر بنو، پیر پرست نہ بنو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 139۔ ایڈیشن 2003ء) لیکن جس قسم کے پیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ماننے والوں کو بنانا چاہتے ہیں وہ آجکل کے نام نہاد نیا پرست پیر نہیں ہیں جو ہاتھ میں تسبیح لے کر بیٹھ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہماری عبادتوں اور دوسرے حقوق کی ادائیگی کا حق ادا ہو گیا۔ نہ نمازوں کی ضرورت ہے، نہ عبادتوں کی ضرورت ہے۔ نمازوں سے یہ لوگ کوسوں دور ہوتے ہیں۔ خود نمازیں نہیں پڑھتے اور اپنے مریدوں کو بھی نمازوں کے لئے یہی کہتے ہیں کہ کوئی ضرورت نہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ ایسے پیر اور ایسے سیّد ہدایت کی طرف لے جانے والے نہیں، بلکہ گمراہی کی طرف لے جانے والے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے حوالے سے ایک واقعہ بیان کیا ہے، اُن کی ایک ہمشیرہ تھیں، رشتہ دار، کسی پیر صاحب کی مرید تھیں، پیر صاحب نے ان کی ہمشیرہ کے دماغ میں یہ بٹھا دیا تھا کہ میرے مریدوں کو نمازوں اور عبادتوں کی ضرورت نہیں۔ پس میری مریدی اختیار کرلو۔ کچھ وظائف میں نے بتا دیئے ہیں وہ کرلو، یہ کافی ہیں، بخشے جاؤ گے۔ تو حضرت خلیفہ اوّلؓ نے اُنہیں ایک دن کہا کہ پیر صاحب سے پوچھو کہ حساب کتاب والے دن جب خدا تعالیٰ نیکیوں اور عبادتوں کے بارے میں پوچھے گا تو کیا جواب دوں؟ جب فرشتے میرا جنت کا راستہ روکیں گے، میری نیکیوں کے بارے میں سوال ہوگا تو کیا جواب دوں؟ خیر انہوں نے اپنے پیر صاحب سے پوچھا تو کہنے لگے کہ فرشتے تمہارا راستہ روکیں تو کہہ دینا کہ میں فلاں پیر اور سید زادے کی ماننے والی ہوں تو وہ تمہارا راستہ صاف کر دیں گے۔ اور رہا میرا سوال (پیر صاحب کا) تو جب مجھ سے پوچھیں گے تو مَیں کہوں گا کہ کربلا کے میدان میں میرے بڑوں نے جو قربانیاں

بقیہ صفحہ 6 پر

عشق ایسا ہوا خلافت سے

عشق ایسا ہوا خلافت سے
جینا مرنا مرا خلافت سے
کشمکش میں حیات گزری ہے
سیدھا رستہ ملا خلافت سے
میرا ایمان اپنے مولا پر
اور پختہ ہوا خلافت سے
اپنے آقا کا پیار دیکھا تو
پیار ہوتا گیا خلافت سے
چھوڑ دو انتظار عیسیٰ کا
آؤ پائیں جِلا خلافت سے
اس نے منزل کو پا لیا، زاہد!
”ربط جس کا رہا خلافت سے“

سید طاہر احمد زاہد

بقیہ: فرمانِ خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

گئی جس نے قرآنِ کریم ختم کیا تھا تو مَیں نے بڑے فخر سے انہیں بتایا کہ اس بچے نے چھ سال کی عمر میں قرآنِ کریم ختم کرلیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ چھ سال یا پانچ سال میں قرآنِ کریم ختم کرنا تو اتنے کمال کی بات نہیں ہے۔ مجھے تم یہ بتاؤ کہ تم نے بچے کے دل میں قرآنِ کریم کی محبت کتنی پیدا کی ہے؟ تو حقیقت یہی ہے کہ قرآنِ کریم پڑھانے کے ساتھ ہی قرآنِ کریم کی محبت پیدا کرنی بھی ضروری ہے۔ اور تبھی بچے کو خود پڑھنے کا شوق بھی ہوگا۔ اور جس زمانے اور دَور سے ہم گزر رہے ہیں جہاں بچوں کے لئے متفرق دلچسپیاں ہیں۔ ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے، دوسری کتابیں ہیں۔ ان دلچسپیوں میں بچے کا خود صبح باقاعدہ تلاوت کرنا اور پڑھنا اُسے قرآنِ کریم کی اہمیت کا احساس دلائے گا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 دسمبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

آج کی دعا

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاکۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰھِدِیۡنَ۔

(تذکرہ صفحہ:197)

ترجمہ: اے ہمارے خدا! ہم نے ایک منادی کرنے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے۔ پس ہمیں بھی گواہوں میں لکھ لے۔

یہ امام آخرالزماں حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہودؑ بانی سلسلہ احمدیہ کا اقرار ایمان کا الہام ہے جو آپؑ کو 1893ء میں ہوا تھا۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

قدسیہ نور والا۔ ناروے

احکام خداوندی

قسط نمبر 15

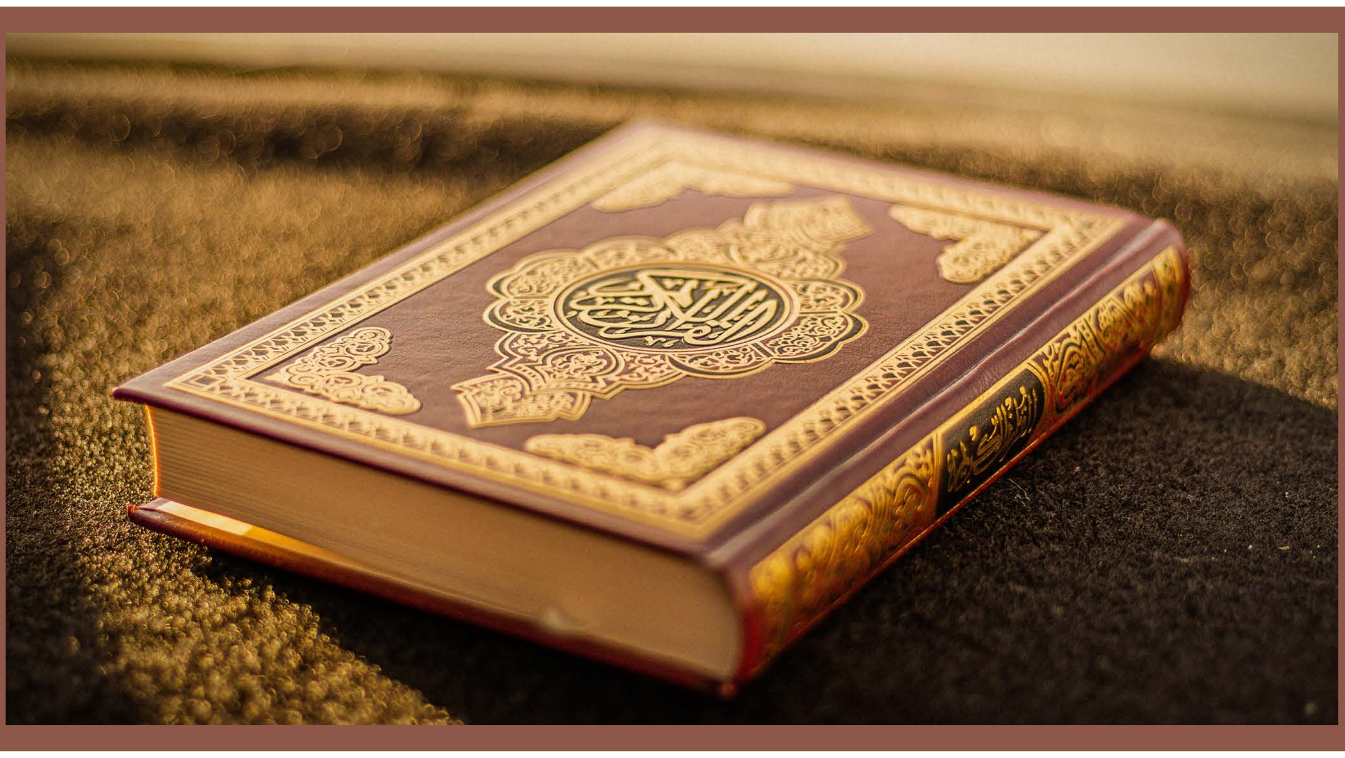

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سوحکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

امثال القرآن (حصہ 3)

قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں۔

(حضرت مسیح موعودؑ)

منافقین کی مثال

- مَثَلُهُمۡ كَمَثَلِ الَّذِی اسۡتَوۡقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّاۤ اَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوۡرِهِمۡ وَ تَرَكَهُمۡ فِیۡ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبۡصِرُوۡنَ
- صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡیٌ فَهُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ
- اَوۡ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیۡهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعۡدٌ وَّ بَرۡقٌ ۚ یَجۡعَلُوۡنَ اَصَابِعَهُمۡ فِیۡۤ اٰذَانِهِمۡ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الۡمَوۡتِ ؕ وَ اللّٰهُ مُحِیۡطٌۢ بِالۡكٰفِرِیۡنَ
- یَكَادُ الۡبَرۡقُ یَخۡطَفُ اَبۡصَارَهُمۡ ؕ كُلَّمَاۤ اَضَآءَ لَهُمۡ مَّشَوۡا فِیۡهِ ٭ۙ وَ اِذَاۤ اَظۡلَمَ عَلَیۡهِمۡ قَامُوۡا ؕ وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمۡعِهِمۡ وَ اَبۡصَارِهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ

(البقرہ: 18تا21)

ان کی مثال اس شخص کی حالت کی مانند ہے جس نے آگ بھڑکائی۔ پس جب اس (آگ) نے اس کے ماحول کو روشن کر دیا، اللہ اُن (بھڑکانے والوں) کا نور لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ وہ کچھ دیکھ نہیں سکتے تھے۔ وہ بہرے ہیں، وہ گونگے ہیں، وہ اندھے ہیں۔ پس وہ (ہدایت کی طرف) نہیں لوٹیں گے۔ یا (ان کی مثال) اس بارش کی سی ہے جو آسمان سے اترتی ہے۔ اس میں اندھیرے بھی ہیں اور کڑک بھی اور بجلی بھی۔ وہ بجلی کے کڑکوں کی وجہ سے، موت کے ڈر سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں۔ اور اللہ کافروں کو گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔ قریب ہے کہ بجلی ان کی بینائی اچک لے۔ جب کبھی وہ اُن (کو راہ دکھانے) کے لئے چمکتی ہے وہ اس میں (کچھ) چلتے ہیں۔ اور جب وہ ان پر اندھیرا کر دیتی ہے تو ٹھہر جاتے ہیں۔ اور اگر اللہ چاہے تو ان کی شنوائی بھی لے جائے اور ان کی بینائی بھی۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

یہودیوں کی مثال جن کے دل پھٹے ہوئے ہیں

- لَا یُقَاتِلُوۡنَكُمۡ جَمِیۡعًا اِلَّا فِیۡ قُرًی مُّحَصَّنَةٍ اَوۡ مِنۡ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاۡسُهُمۡ بَیۡنَهُمۡ شَدِیۡدٌ ؕ تَحۡسَبُهُمۡ جَمِیۡعًا وَّ قُلُوۡبُهُمۡ شَتّٰی ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَعۡقِلُوۡنَ
- كَمَثَلِ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ قَرِیۡبًا ذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِهِمۡ ۚ وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ
- كَمَثَلِ الشَّیۡطٰنِ اِذۡ قَالَ لِلۡاِنۡسَانِ اكۡفُرۡ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّنۡكَ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ
- فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَاۤ اَنَّهُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیۡنِ فِیۡهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیۡنَ

(الحشر: 15تا18)

وہ تم سے اکٹھے لڑائی نہیں کریں گے مگر قلعہ بند بستیوں میں یا فصیلوں کے پرلی طرف سے۔ اُن کی لڑائی آپس میں بہت سخت ہے۔ تو انہیں اکٹھا سمجھتا ہے جبکہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ وہ ایک ایسی قوم ہیں جو عقل نہیں کرتے۔ (یہ) ان لوگوں کی طرح (ہیں) جو اُن سے تھوڑا عرصہ پہلے اپنے اعمال کا وبال چکھ چکے ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

شیطان کی مثال کی طرح جب اس نے انسان سے کہا انکار کر دے۔ پس جب اس نے انکار کر دیا تو کہنے لگا کہ یقیناً میں تجھ سے بری الذمہ ہوں۔ یقیناً میں تو تمام جہانوں کے رب، اللہ سے ڈرتا ہوں۔

پس اُن دونوں کا انجام یہ ٹھہرا کہ وہ دونوں ہی آگ میں پڑیں گے۔ دونوں اس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہوں گے۔ ظالموں کی یہی جزا ہوا کرتی ہے۔

ورلی زندگی پانی کی طرح ہے

- وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِاَعۡدَآئِكُمۡ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ وَلِیًّا ٝ وَّكَفٰی بِاللّٰهِ نَصِیۡرًا
- مِنَ الَّذِیۡنَ هَادُوۡا یُحَرِّفُوۡنَ الۡكَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِهٖ وَیَقُوۡلُوۡنَ سَمِعۡنَا وَعَصَیۡنَا وَاسۡمَعۡ غَیۡرَ مُسۡمَعٍ وَّرَاعِنَا لَیًّۢا بِاَلۡسِنَتِهِمۡ وَطَعۡنًا فِی الدِّیۡنِ ؕ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا وَاسۡمَعۡ وَانۡظُرۡنَا لَكَانَ خَیۡرًا لَّهُمۡ وَاَقۡوَمَ ۙ وَلٰكِنۡ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفۡرِهِمۡ فَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِیۡلًا

(النساء: 46۔47)

اور اللہ تمہارے دشمنوں کو سب سے زیادہ جانتا ہے اور اللہ دوست ہونے کے لحاظ سے کافی ہے۔ اور اللہ ہی کافی ہے بطور مددگار۔ یہود میں سے ایسے بھی ہیں جو کلمات کو ان کی اصل جگہوں سے بدل دیتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی اور بات سُن اس حال میں کہ تجھے کچھ بھی نہ سنائی دے اور وہ اپنی زبانوں کو بل دیتے ہوئے اور دین میں طعن کرتے ہوئے رَاعِنَا کہتے ہیں۔ اور اگر ایسا ہوتا کہ وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور سُن اور ہم پر نظر کر، تو یہ ان کے لئے بہتر اور سب سے زیادہ مضبوط (قول) ہوتا۔ لیکن اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی ہے۔ پس وہ ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑا۔

نشانات کی منکر قوم کی مثال

- وَلَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخۡلَدَ اِلَی الۡاَرۡضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الۡكَلۡبِ ۚ اِنۡ تَحۡمِلۡ عَلَیۡهِ یَلۡهَثۡ اَوۡ تَتۡرُكۡهُ یَلۡهَثۡ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا ۚ فَاقۡصُصِ الۡقَصَصَ لَعَلَّهُمۡ یَتَفَكَّرُوۡنَ

(الاعراف: 177)

اور اگر ہم چاہتے تو اُن (آیات) کے ذریعہ ضرور اس کا رفع کرتے لیکن وہ زمین کی طرف جھک گیا اور اپنی ہوس کی پیروی کی۔ پس اس کی مثال کتے کی سی ہے کہ اگر تو اس پر ہاتھ اٹھائے تو ہانپتے ہوئے زبان نکال دے گا اور اگر اسے چھوڑ دے تب بھی ہانپتے ہوئے زبان نکال دے گا۔ یہ اس قوم کی مثال ہے جس نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا۔ پس تو (ان کے سامنے) یہ (تاریخی) واقعات پڑھ کر سنا تا کہ وہ غور و فکر کریں۔

- مَثَلُ الَّذِیۡنَ حُمِّلُوا التَّوۡرٰىةَ ثُمَّ لَمۡ یَحۡمِلُوۡهَا كَمَثَلِ الۡحِمَارِ یَحۡمِلُ اَسۡفَارًا ؕ بِئۡسَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۶﴾

(الجمعہ: 6)

اُن لوگوں کی مثال جن پر تورات کی ذمہ داری ڈالی گئی پھر اسے (جیسا کہ حق تھا) انہوں نے اٹھائے نہ رکھا، گدھے کی سی ہے جو کتابوں کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ کیا ہی بری ہے اُن لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

(700 احکام خداوندی از حنیف محمود)

سید عمار احمد

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

بابت مختلف ممالک وشہور

قسط 7

ارشاد برائے بوٹر

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

چوتھی شرط امن ہے۔ یہ امن کی شرط انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اس کا انحصار علی الخصوص سلطنت پر رکھا گیا ہے۔جس قدر سلطنت نیک نیت اور اس کا دل کھوٹ سے پاک ہوگا اسی قدر یہ شرط زیادہ صفائی سے پوری ہوگی۔ اب اس زمانہ میں امن کی شرط اعلیٰ درجہ پر پوری ہو رہی ہے۔ میں خوب یقین رکھتا ہوں کہ سکھوں کے زمانہ کے دن انگریزوں کے زمانہ کی راتوں سے بھی بہت کم درجہ پر تھے۔ یہاں سے قریب ہی بوٹر ایک گاؤں ہے۔ وہاں اگر کوئی عورت جایا کرتی تھی تو رو رو کر جایا کرتی تھی کہ خدا جانے پھر واپس آنا ہوگا یا نہیں۔ اب یہ حالت ہے کہ زمین کی انتہا تک چلا جاوے، کسی قسم کا خطرہ نہیں۔سفر کے وسائل ایسی آسان کر دیئے ہیں کہ ہر قسم کا آرام حاصل ہے۔ گویا گھر کی طرح ریل میں بیٹھا ہوا یا سویا ہوا جہاں چاہے چلا جاوے۔ مال و جان کی حفاظت کے لئے پولیس کا وسیع صیغہ موجود ہے۔حقوق کی حفاظت کے لئے عدالتیں کھلی ہیں۔ جہاں تک چاہے چلا جاوے۔ یہ کسی قدر احسان ہیں جو ہماری عملی آزادی کا موجب ہوئے ہیں۔ پس اگر ایسی حالت میں جب کہ جسم و روح پر بے انتہا احسان ہو رہے ہوں۔ ہم میں صلح کاری اور شکر گزاری کا مادہ پیدا نہیں ہوتا تو تعجب کی بات ہے؟ جو مخلوق کا شکر نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرسکتا۔ وجہ کیا ہے؟ اس لئے کہ وہ مخلوق بھی تو خدا ہی کا فرستادہ ہوتا ہے۔ اور خدا ہی کے ارادہ کے تحت میں چلتا ہے۔ الغرض یہ سب امور جو میں نے بیان کئے ہیں ایک نیک دل انسان کو مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ ایسی محسن کا شکر گزار ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بار بار اپنی تصنیفات میں اور اپنی تقریروں میں گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانوں کا ذکر کرتے ہیں، کیونکہ ہمارا دل واقعی اس کے احسانات کی لذت سے بھرا ہوا ہے۔ احسان فراموش انسان نادان اپنی منافقانہ فطرتوں پر قیاس کر کے ہمارے اس طریق عمل کو جو صدق اخلاق سے پیدا ہوتا ہے، جھوٹی خوشامد پر حمل کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 437 جدید ایڈیشن)

ارشاد برائے قسطنطنیہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یہ ہمارے دیکھنے کی باتیں ہیں کہ سکھوں کے زمانہ میں مسلمانوں کو کس قدر تکلیف ہوئی تھی۔صرف ایک گائے کے اتفاقاً ذبح کیے جانے پر سکھوں نے چھ سات ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا تھا اور نیکی کی راہ اس طرح پر مسدود تھی کہ ایک شخص مسمی کے شاہ اس آرزو میں ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں مانگتا تھا کہ ایک دفعہ صحیح بخاری کی زیارت ہو جائے اور دعا کرتا کرتا رو پڑتا تھا اور زمانہ کے حالات کی وجہ سے ناامید ہو جاتا تھا۔ آج گورنمنٹ کے قدم کی برکت سے وہی صحیح بخاری چار پانچ روپے میں مل جاتی ہے۔ اور اس زمانہ میں لوگ اس قدر دور جا پڑے تھے کہ ایک مسلمان نے جس کا نام خدا بخش تھا، اپنا نام خدا سنگھ رکھ لیا تھا۔ بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارہ ہوسکتا ہے اور قسطنطنیہ میں، تو پھر کس طرح سے ہوسکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔ اگر ہماری قوم کو خیال ہے کہ ہم گورنمنٹ کے برخلاف ہیں یا ہمارا مذہب غلط ہے تو ان کو چاہیے کہ وہ ایک مجلس قائم کریں اور اس میں ہماری باتوں کو ٹھنڈے دل سے سنیں تا کہ ان کی تسلی ہو اور ان کی غلط فہمیاں دور ہوں۔

جھوٹے کے منہ سے بدبو آتی ہے اور فراست والا اس کو پہچان جاتا ہے۔ صادق کے کام سادگی اور یک رنگی سے ہوتے ہیں اور زمانہ کے حالات اس کے مؤید ہوتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 285 جدید ایڈیشن)

ارشاد برائے گولڑہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اگر ہمارے پاس کوئی دلیل بھی نہ ہوتی؛ تو پھر بھی مسلمانوں کو چاہیے تھا کہ دیوانہ وار پھرتے اور تلاش کرتے کہ مسیح اب تک کیوں نہیں آیا۔ یہ کسر صلیب کے لئے آیا ہے۔ ان کو چاہیے نہیں تھا کہ اس کو اپنے جھگڑوں کے لئے بلاتے۔ اس کا کام کسر صلیب ہے اور اسی کی زمانہ کو ضرورت ہے اور اسی واسطے اس کا نام مسیح موعود ہے۔ اگر ملانوں کو نوع انسان کی بہبودی مدِنظر ہوتی تو وہ ہرگز ایسا نہ کرتے۔ ان کو سوچنا چاہیے تھا کہ ہم نے فتوے لکھ کر کیا بنالیا ہے۔جس کو خدا نے کہا کہ ہو جاوے اس کو کون کہہ سکتا ہے کہ نہ ہووے۔ یہ ہمارے مخالف بھی ہمارے نوکر چاکر ہیں کہ مشرق ومغرب میں ہماری بات کو پہنچا دیتے ہیں۔ ابھی ہم نے سنا ہے کہ گولڑے والا پیر ایک کتاب ہمارے برخلاف لکھنے والا ہے۔سو ہم خوش ہوئے کہ اس کے مریدوں میں سے جس کو خبر نہ تھی، اس کو بھی خبر ہو جاوے گی اور ان کو ہماری کتابوں کے دیکھنے کے لئے ایک تحریک پیدا ہوگی۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 359-360جدید ایڈیشن)

ارشاد برائے بریلی

چند روز ہوئے بریلی سے ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں لکھا۔کیا آپ وہی مسیح موعود ہیں جس کی نسبت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے احادیث میں خبر دی ہے؟ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر آپ اس کا جواب لکھیں۔ میں نے معمولاً رسالہ ’’تریاق القلوب‘‘ سے دو ایک ایسے فقرے جو اس کا کافی جواب ہو سکتے تھے لکھ دئے۔ وہ شخص اس پر قانع نہ ہوا اور پھر مجھے

مخاطب کر کے لکھا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ خود اپنے قلم سے قسمیہ لکھیں کہ آیا وہ وہی مسیح موعود ہیں جس کا ذکر احادیث اور قرآن شریف میں ہے؟ میں نے شام کی نماز کے بعد دوات قلم اور کاغذ حضرت کے آگے رکھ دیا اور عرض کیا کہ ایک شخص ایسا لکھتا ہے۔حضرت نے فوراً کاغذ ہاتھ میں لیا اور یہ چند سطریں لکھ دیں۔

’’میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں، جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا۔‘‘

الرقم مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ و ایدہ 17/اگست 1899ء

(ملفوظات جلد اول صفحہ 298جدید ایڈیشن)

ارشاد برائے بھوپال

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ان لوگوں نے اپنی راؤں اور خیالوں کو داخل کر کے اصل امر کو بدنما بنانے کی کوشش کی ہے، ان کی وہی مثال ہے مَا دَلَّھُمْ عَلٰی مَوْتِہٖٓ اِلَّا دَآبَّۃُ الْاَرْضِ (سبا:15) یعنی سلیمان کی موت پر دلالت کرنے والا کوئی امر نہ تھا۔ یہ ساری شرارت گویا دَآبَّۃُ الْاَرْضِ کی تھی کہ اس نے عصا کھالیا اور وہ گر پڑا۔ خدا تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سچ ہے۔ یہ قصے اور داستانیں نہیں ہیں۔ بلکہ یہ حقائق اور معارف ہیں اسلام راستی کا عصا تھا۔ جو اپنے سہارے کھڑا تھا اور اس کے سامنے کوئی آریہ، ہندو، عیسائی دم نہ مار سکتا تھا، لیکن جب سے یہ دَآبَّۃُ الْاَرْضِ پیدا ہوئے اور انھوں نے قرآن کو چھوڑ کر موضوع روایتوں پر اپنا انحصار رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف سے اسلام پر حملے ہونے شروع ہو گئے۔ دَآبَّۃُ الْاَرْضِ کے معنے اصل میں

یہ ہیں کہ ایک دیمک ہوتی ہے جس میں کوئی خیر نہیں جو لکڑی اور مٹی وغیرہ کو کھا جاتی ہے۔ اس میں فنا کا مادہ ہے اور اچھی چیز کو فنا کرنا چاہتی ہے۔ اس میں آتشی مادہ ہے

اب اس کا مطلب یہ ہے کہ دَآبَّۃُ الْاَرْضِ اس وقت کے علماء ہیں جو جھوٹے معنے کرتے ہیں اور اسلام پر جھوٹے الزام لگاتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی عظمت کو حد سے بڑھاتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ کی صفات سے متصف قرار دیتے ہیں۔ جبکہ ان کو محی اور شافی، عالم الغیب، غیرمتغیر وغیرہ مانتے ہیں اور ایسا ہی اسلام پر یہ جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ وہ تلوار کے بدوں نہیں پھیلا۔ بھوپال کے ایک ملا بشیر نے مجھے دجال کہا، حالانکہ یہ لوگ خود دجال ہیں جو مجھے کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ حق کو چھپاتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ غرض عصائے اسلام جس کے ساتھ اسلام کی شوکت اور رعب تھا اور جس کے ساتھ امن اور سلامتی تھی اس دَآبَّۃُ الْاَرْضِ نے گرا دیا۔ پس جیسے وہ دَآبَّۃُ الْاَرْضِ تھا۔

یہ اس سے بدتر ہیں۔ اس سے تو صرف ملک میں فتنہ پڑا تھا مگر ان سے دین میں فساد پیدا ہوا اور ایک لاکھ سے زائد لوگ مرتد ہو گئے۔ ایک وہ وقت تھا کہ اگر ایک مرتد ہو جاتا، تو گویا قیامت آ جاتی تھی یا اب یہ حال ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ مرتد ہو گیا اور کسی کو خیال بھی نہیں کئی کروڑ کتابیں اسلام کے خلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور ہجو میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن کسی کو خبر تک بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے اپنے عیش وعشرت میں مشغول ہیں اور دین کو ایک ایسی چیز قرار دے دیا ہے جس کا نام بھی مہذب سوسائٹی میں لیا جانا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام پر جو اعتراض طبعی فلسفہ کے رنگ میں کیے جاتے ہیں ان کا جواب یہ لوگ نہیں دے سکتے اور کچھ بھی بتا نہیں سکتے، حالانکہ اسلام پر جو اعتراض عیسائی کرتے ہیں۔ وہ خود ان کے اپنے مذہب پر ہوتے ہیں سب سے بڑا اعتراض جہاد پر کیا جاتا ہے۔ لیکن جب غور کیا جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ اعتراض خود عیسائیوں کے مسلمات پر پڑتے ہیں۔ اسلام نے جہاد کو اٹھایا اسلام پر اعتراض نہیں۔ ہاں وہ اپنے گھر میں موسیٰ علیہ السلام کی لڑائیوں کا کوئی جواب نہیں دے سکتے اور خود عیسائیوں میں جو مذہبی لڑائیاں ہوئی ہیں اور ایک فرقہ نے دوسرے فرقہ کو قتل کیا۔ آگ میں جلایا اور دوسری قوموں پر جو کچھ ظلم وستم کیا جیسا کہ سپین میں ہوا۔ اس کا کوئی جواب ان عیسائیوں کے پاس نہیں ہے اور قیامت تک یہ اس کا جواب نہیں دے سکتے۔

یہ بات بہت درست ہے کہ اسلام اپنی ذات میں کامل، بے عیب اور پاک مذہب ہے۔ لیکن نادان دوست اچھا نہیں ہوتا۔ اس دَآبَّۃُ الْاَرْضِ نے اسلام کو نادان دوست بن کر جو صدمہ اور نقصان پہنچایا ہے۔ اس کی تلافی بہت ہی مشکل ہے، لیکن اب خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کا نور ظاہر ہو اور دنیا کو معلوم ہو جاوے کہ سچا اور کامل مذہب جو انسان کی نجات کا متکفل ہے۔ وہ صرف اسلام ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:۔

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم اُفتاد

لیکن ان ناعاقبت اندیش نادان دوستوں نے خدا تعالیٰ کے سلسلہ کی قدر نہیں کی۔ بلکہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ یہ نور نہ چمکے یہ اس کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ وعدہ کر چکا ہے وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ (الصف:9)۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 508-510 جدید ایڈیشن)

ارشاد برائے ناگپور

حضرت اقدس حسب معمول وقت مقررہ پر سیر کو نکلے۔ ابتدائے گفتگو میں فرمایا:۔

ہزارہا بدبخت لوگوں سے قبریں بھری پڑی ہیں۔ ہزاروں نامراد بادشاہ ان میں ہیں۔ ہزاروں ہی بے نصیب ان میں پڑے ہیں۔ انسان اگر اپنے ہی خاندان کی موت پر قیاس کرے تو عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ عمر کا سلسلہ اپنے خاندان سے معلوم کر سکتا ہے۔ بعض خاندان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی عمریں پچاس تک پہنچتی ہیں۔ ناگپور اور ممالک متوسط کی طرف عمریں بہت ہی چھوٹی ہوتی ہیں۔ اس طرف بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض خاندانوں کی عمریں چھوٹی ہوتی ہیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ بھید کسی کو معلوم نہیں ہوا۔ انگریز محقق ناحق ٹکریں مارتے پھرتے ہیں کہ زمینداروں کی عمریں زیادہ ہوتی ہیں یا دماغی محنت کرنے والوں کی۔ یہ صرف خیالی باتیں ہیں۔ انسان کی عمر بہت چھوٹی ہوتی ہے۔ بعض حیوانات کی عمریں بہت بڑی ہوتی ہیں۔ مثلاً کچھوہ کی عمر پانچ ہزار برس تک ہوتی ہے۔ اس لیے اس کو عربی میں غیلم کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ گویا ہمیشہ ہی جوان رہتا ہے۔ سانپ کی عمر بھی بڑی ہوتی ہے۔ ہزار ہزار برس تک۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 181 جدید ایڈیشن)

ارشاد برائے مردان

ہمارے ناظرین منشی شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر مردان سے خوب واقف ہیں وہ اس سلسلہ میں قابل قدر شخص ہیں تبلیغ اور اشاعت کا سچا شوق رکھتے ہیں جہاں جاتے ہیں ایک جماعت ضرور بنا دیتے ہیں۔ الحکم خاص معاونین میں سے ہیں بہرحال ناظرین یہ بھی جانتے ہیں کہ مردان میں بعض شریر النفس لوگوں کی طرف سے ان کو سخت ایذائیں دی گئیں اور آخر ان کی شرارت سے ان کی تبدیلی ہو گئی۔ حضرت اقدس کے حضور جب ان کی تکالیف اور مصائب کا ذکر ہوا تھا تو آپ نے صبر اور استقامت کی تعلیم دی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر خدا تعالیٰ نے اظہار حق کیا۔ افسران بالا دست نے بدوں کسی قسم کی تحریک کے جو منشی صاحب کی طرف سے کی جاتی ازخود اس مقدمہ کی تفتیش کی اور انجام کار منشی شاہدین صاحب ترقی پر گوجر خان ایک عمدہ سٹیشن پر تبدیل ہوئے اور ان کے متعلق بہت ہی اطمینان بخش رائے افسروں نے قائم کی۔ غرض جب منشی صاحب کی اس کامیابی کا ذکر ہوا فرمایا۔ عاقبت متقی کے لئے ہے۔ بر گردن او بماند و بر ما بگذشت والا معاملہ ہو گیا۔ خدا تعالیٰ نیک نیت حاکم کو اصلیت سمجھا دیتا ہے اگر اصلیت نہ سمجھے تو پھر اندھیر پیدا ہو۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 312 جدید ایڈیشن)

ارشاد برائے بہلول پور

چوہدری عبد اللہ خان صاحب نمبردار بہلول پور نے سوال کیا کہ حکام اور برادری سے کیا سلوک کرنا چاہیے۔

فرمایا: ہماری تعلیم تو یہ ہے کہ سب سے نیک سلوک کرو۔ حکام کی سچی اطاعت کرنی چاہیے کیونکہ وہ حفاظت کرتے ہیں۔ جان اور مال ان کے ذریعہ امن میں ہے اور برادری کے ساتھ بھی نیک سلوک اور برتاؤ کرنا چاہیے کیونکہ برادری کے بھی حقوق ہیں البتہ جو متقی نہیں اور بدعات و شرک میں گرفتار ہیں اور ہمارے مخالف ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے تاہم ان سے نیک سلوک کرنا ضرور چاہیے۔ ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو۔ جو دنیا میں کسی سے نیکی نہیں کر سکتا وہ آخرت میں کیا اجر لے گا۔ اس لیے سب کے لیے نیک اندیش ہونا چاہیے۔ ہاں مذہبی امور میں اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔ جس طرح پر طبیب ہر مریض کی خواہ ہندو ہو یا عیسائی یا کوئی ہو غرض سب کی تشخیص اور علاج کرتا ہے۔ اسی طرح پر نیکی کرنے میں عام اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کفار کو قتل کیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی شرارتوں اور ایذارسانیوں سے بےسبب بلاوجہ قتل کرنے سے مسلمانوں کے مجرم ہو چکے تھے۔ ان کو جو سزا ملی وہ مجرم ہونے کی حیثیت سے تھی۔ محض انکار اگر سادگی سے ہو اور اس کے ساتھ شرارت اور ایذارسانی نہ ہو تو وہ اس دنیا میں عذاب کا موجب نہیں ہوتا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 118 جدید ایڈیشن)

ارشاد برائے قاضی کوٹ

قاضی محمد عالم صاحب سکنہ قاضی کوٹ نے اپنی بیماری کے ایام میں قاضی ضیاء الدین صاحب سکنہ قاضی کوٹ کو جو قادیان میں تھے حضرت اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرنے کو لکھا جس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

’’میں ضرور دعا کروں گا۔ آپ محمد عالم کو تسلی دیں۔ احمد شاہ کی طرف وہم کے طور پر بھی خیال نہ لے جاویں۔ واقعی وہ کچھ بھی نہیں۔ یہ وسوسہ شرک سمجھیں۔ عوام کا بہکانا، طعن وتشنیع جتنا اثر کرے گا اسی قدر اپنے راستہ کو خالی تصور کریں۔ کامل یقین والوں کو شیطان چھو بھی نہیں سکتا۔ میرا تو یقین ہے کہ حضرت آدم کی استعداد میں کسی قدر تساہل تھا۔ تب ہی تو شیطان کو وسوسہ کا قابو مل گیا۔ وَاللّٰہِ! اگر اس جگہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوہر قابل کھڑا کیا جاتا تو شیطان کا کچھ بھی پیش نہ جاتا۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 81-82 جدید ایڈیشن)

ارشاد برائے کوٹ کپورہ

ایک ہندو فقیر کوٹ کپورہ سے آیا ہوا تھا جو آج صبح بھی ملا تھا۔ اس وقت پھر اس نے سلام کیا۔ حضرت اقدس نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ:۔

یہ ہمارا مہمان ہے اس کے کھانے کا انتظام بہت جلد کر دینا چاہیے۔ چنانچہ ایک شخص کو حکم دیا گیا اور وہ ایک ہندو کے گھر اس کو کھانا کھلانے کے لئے لے گیا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 204 جدید ایڈیشن)

ارشاد برائے دھرم کوٹ

مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری نے دھرم کوٹ میں جو ان کا مباحثہ ہوا تھا اس کا مختصر سا تذکرہ کیا اور مہر نبی بخش صاحب بٹالوی کا بھی ذکر کیا کہ وہ وہاں آئے تھے اور انہوں نے ایک مختصر سی تقریر کی تھی۔ مولوی عبد اللہ

صاحب نے کہا کہ وہ بار بار یہ اعتراض کرتے تھے کہ مرزا صاحب کا نام قرآن سے نکال کر دکھاؤ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔

وہ احمق نہیں جانتے کہ اگر خدا تعالیٰ ایسے صاف طور پر کہتا تو اختلاف کیوں ہوتا؟ یہودی اسی طرح تو ہلاک ہو گئے۔ بات یہ ہے کہ اگر خدا اس طرح پر پردہ بر انداز کلام کرے تو ایمان ایمان ہی نہ رہے۔ فراست سے دیکھنا چاہیے کہ حق کیا ہے؟ ہماری تائید میں تو اس قدر دلائل ہیں کہ فراست والا سیر ہو کر کہتا ہے کہ یہ صحیح ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 205 جدید ایڈیشن)

ارشاد برائے ٹانڈہ

ایک مرتبہ ایک شخص میرے پاس نور محمد نام ٹانڈہ سے آیا تھا۔ اس نے کہا کہ غلام محبوب سبحانی نے ولی ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا ہے۔ اب ولایت کا معیار یہی رہ گیا ہے کہ غلام محبوب سبحانی یا کسی نے سرٹیفکیٹ دے دیا۔ حالانکہ ولایت ملتی نہیں جب تک انسان خدا کے لئے موت اختیار کرنے کے لئے طیار نہ ہو جاوے۔ دنیا میں بہت سے لوگ اس قسم کے ہیں جن کو کچھ بھی معلوم نہیں کہ وہ دنیا میں کیوں آئے ہیں۔ حالانکہ یہی پہلا سوال ہے جس کو اسے حل کرنا چاہیے۔ خود شناسی کے بعد خدا شناسی پیدا ہوتی ہے جب وہ اپنے فرائض کو سمجھتا ہے اور مقاصد زندگی پر غور کرتا ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ میری زندگی کی غرض خدا شناسی ہے اور اس پر ایمان لاتا اور اس کی عبادت کرتا ہے۔ تب وہ فرائض کو ادا کرتا اور نوافل کو شناخت کرتا ہے۔ وہ روحانیت جو ایمان کے بعد پیدا ہوتی ہے اب اسے تلاش کرو کہ کہاں ہے؟ نہ مولویوں میں ہے نہ راگ سننے والے صوفیوں میں۔ یہ گوسالہ صورت ہیں روحانیت سے بے خبر ہو کر ہزار سال تک بھی اگر نعرے مارتے رہیں تو کچھ نہیں بنتا۔ یہ لُحُوم اور دِماء ہیں تقویٰ نہیں، پھر لُحُوم اور دِماء اللہ تعالیٰ کو کیسے پہنچ سکتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 87-88 جدید ایڈیشن)

ارشادات برائے علی گڑھ

ایک علی گڑھی طالب العلم نے اپنی حالت کا ذکر کیا کہ نماز میں سستی ہو جاتی ہے اور میرے ہم مجلسوں نے اس پر اعتراض کیا اور ان کے اعتراض نے مجھے بہت کچھ متاثر کیا اس لیے حضور کوئی علاج اس سستی کا بتائیں۔

فرمایا: جب تک خوفِ الٰہی دل پر طاری نہ ہو گناہ دور نہیں ہوسکتا اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں تک موقع ملے ملاقات کرتے رہو ہم تو اپنی جماعت کو قبر کے سر پر رکھنا چاہتے ہیں کہ قبر ہر وقت مدنظر ہو لیکن جو اس وقت نہیں سمجھے گا وہ آخر خدا تعالیٰ کے قہری نشان سے سمجھے گا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 251 جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس حسب دستور سیر کے لئے تشریف لائے اور روانہ ہوتے ہی عرب صاحب نے انگریزی قطع وضع پر کچھ ذکر چھیڑا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔

انسان کو جیسے باطن میں اسلام دکھلانا چاہیے ویسے ہی ظاہر میں بھی دکھلانا چاہیے۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہونا چاہیے کہ جنہوں نے آجکل علیگڑھ میں تعلیم پاکر کوٹ پتلون وغیرہ سب کچھ ہی انگریزی لباس اختیار کرلیا ہے حتیٰ کہ وہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی عورتوں کی وضع بھی انگریزی عورتوں کی طرح ہو اور ویسے ہی لباس وغیرہ وہ پہنیں۔ جو شخص ایک قوم کے لباس کو پسند کرتا ہے تو پھر وہ آہستہ آہستہ اس قوم کو اور پھر ان کے دوسرے اوضاع واطوار اور حتیٰ کہ مذہب کو بھی پسند کرنے لگتا ہے۔ اسلام نے سادگی کو پسند کیا ہے اور تکلفات سے نفرت کی ہے۔

چھری کانٹے سے کھانے پر فرمایا کہ:۔

شریعت اسلام نے چھری سے کاٹ کر کھانے سے تو منع نہیں کیا۔ ہاں تکلف سے ایک بات یا فعل پر زور ڈالنے سے منع کیا ہے۔ اس خیال سے کہ اس قوم سے مشابہت نہ ہوجاوے ورنہ یوں تو ثابت ہے کہ آنحضرتؐ نے چھری سے گوشت کاٹ کر کھایا۔ اور یہ فعل اس لئے کیا کہ تا امت کو تکلیف نہ ہو۔ جائز ضرورتوں پر اس طرح کھانا جائز ہے۔ مگر بالکل اس کا پابند ہونا اور تکلف کرنا (اور کھانے کے دوسرے طریقوں کو حقیر جاننا) منع ہے کیونکہ پھر آہستہ آہستہ انسان کی نوبت تتبع کی یہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ وہ ان کی طرح طہارت کرنا بھی چھوڑ دیتا ہے۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ سے مراد یہی ہے کہ التزاماً ان باتوں کو نہ کرے ورنہ بعض وقت ایک جائز ضرورت کے لحاظ سے کر لینا منع نہیں ہے جیسے کہ بعض دفعہ کام کی کثرت ہوتی ہے اور بیٹھے لکھتے ہوتے ہیں تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ کھانا میز پر لگا دو اور اس پر کھا لیتے ہیں اور صف پر بھی کھا لیتے ہیں۔ چارپائی پر بھی کھا لیتے ہیں تو ایسی باتوں میں صرف گذارہ کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

تشبیہ کے معنے اس حدیث میں یہی ہیں کہ اس لکیر کو لازم پکڑ لینا۔ ورنہ ہمارے دین کی سادگی تو ایسی شے ہے کہ جس پر دیگر اقوام نے رشک کھایا ہے اور خواہش کی ہے کہ کاش ان کے مذہب میں یہ ہوتی اور انگریزوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اکثر اصول ان لوگوں نے عرب سے لے کر اختیار کئے ہیں مگر اب رسم پرستی کی خاطر وہ مجبور ہیں۔ ترک نہیں کر سکتے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 48-49 جدید ایڈیشن)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

دی ہیں، اُن کو بھول گئے ہو؟ نواسۂ رسول نے جس کی نسل سے میں ہوں، جو قربانی دی ہے، اُس کو بھول گئے ہو؟ تو فرشتے اس بات پر شرمندہ ہو جائیں گے اور راستہ چھوڑ دیں گے اور مَیں اکڑتا ہوا جنت میں چلا جاؤں گا۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 208)

تو یہ ہے ان لوگوں کے پیروں کا حال۔ ہم نے یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں نے ایسا پیر نہیں بننا۔ ہم نے تو اپنے اندر وہ انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں جو ہماری حالتوں میں انقلاب لانے والی ہوں، ہمارے بچوں اور ہماری نسلوں کی حالتوں میں انقلاب لانے والی ہوں اور اس معاشرے میں روحانی انقلاب لانے والی ہوں۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ صرف ہمارا اعتقاد ہمیں نہیں بچائے گا، نہ ہمارا اعتقاد انقلابی تبدیلیاں لائے گا بلکہ ہمارے عمل ہیں جو انقلاب لائیں گے ان شاء اللہ۔ اور سب سے بڑھ کر ہماری دعائیں ہیں جو جب اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا تو دنیا میں ایک انقلاب برپا ہو گا اور دعائیں کرنے کا بہترین ذریعہ نمازیں ہی ہیں۔ پس اپنی نمازوں کی حفاظت ہر احمدی کا فرض ہے اور جب مجموعی طور پر تمام دنیا کے رہنے والے احمدیوں کا رُخ ایک طرف ہو گا تو یہ دعاؤں کے دھارے ایک انقلاب لانے کا باعث بنیں گے۔

پس خلافت کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اپنی نمازوں کی طرف توجہ دے تا کہ وہ انقلاب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہے، جس کے نتیجے میں دنیا کی اکثریت نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہونا ہے، وہ جو دعاؤں کے ذریعے سے عمل میں آنا ہے، وہ عمل میں آئے۔ پس ہر احمدی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھے اور اپنی نمازوں کی حفاظت، اپنی اولاد کی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دے تا کہ ہم جلد تمام دنیا پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہراتا ہوا دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے رحم کو ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی جذب کرنے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا رحم بھی نمازوں کا حق ادا کرتے ہوئے اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ جو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے، اُن پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور: 57) اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

پس ہم نے اگر اللہ تعالیٰ کے رحم حاصل کرنے والا بننا ہے تو اپنی نمازوں کی حفاظت اور اُس کے قیام کی بھی کوشش کرنی ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار مختلف رنگ میں اپنے ماننے والوں کو نمازوں کی طرف توجہ دلائی ہے تا کہ جہاں ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں، خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں، وہاں اللہ تعالیٰ کے رحم سے حصہ لے کر اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بھی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔ ’’اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو، آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ سچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو‘‘۔ فرمایا: ’’یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا‘‘۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’نماز کیا چیز ہے؟ وہ دُعا ہے جو تسبیح، تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرّع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو۔ کیونکہ اُن کی نماز اور اُن کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں۔ لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے، باقی اپنی تمام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کیا کرو تا کہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 68-69)

(خطبہ جمعہ 22/ جون 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ذیشان محمود۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

خلفائے احمدیت کی تحریکات

بابت سائیکلنگ از حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

سائیکل چلانے کی تحریک

جماعت کو سائیکل چلانے کی تحریک بطور مہم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1973ء میں فرمائی تھی۔ انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ حتیّٰ کے لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ سب اس تحریک میں شامل ہوئے۔ اسی تحریک کے تحت سائیکل ریس کے مقابلہ جات منعقد کئے جاتے رہے۔ احباب جماعت جلسہ سالانہ اور اجتماعات میں شرکت کے لئے ہزاروں میل کا سفر کر کے اس تحریک میں شامل ہوتے رہے۔ اب مختلف ممالک میں یہ تحریک اسی طور پر جاری ہے اور عالمگیر مہم کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ حالیہ ایام میں آن لائن میٹنگز کے دوران مجلس انصار اللہ کے شعبہ صف دوم سے حضور انور خصوصی طور پر ورزش، سیر اور سائیکل سواری کے متعلق دریافت فرماتے رہے۔

* مؤرخہ 11/اپریل 2021ء کو نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ بھارت کو آن لائن ملاقات میں صفِ دوم کے انصار کو مخاطب ہو کر حضور انور نے فرمایا کہ

’’انہیں مستقل ورزش کرنی چاہیے اور سائیکل چلانی چاہیے خاص طور پر قادیان میں (جہاں زیادہ فاصلے پر نہیں جانا ہوتا)۔۔۔ نہ صرف انصار کی صحت کے لیے بہتر ہے بلکہ ماحولیاتی آلودگی کو بھی کم کرے گا اور کاربن کے مضر اثرات میں بھی کمی آئے گی۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 16 جولائی 2021ء)

* پھر 6/مارچ 2021ء کو نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ آسٹریلیا اور ریجنل قائدین سے آن لائن ملاقات میں حضور انور نے صفِ دوم کے انصار اللہ کی ورزشی رپورٹ کے حوالہ سے استفسار فرمایا کہ کتنے انصار سائیکل استعمال کرتے ہیں؟

اس پر ایک دوست نے بتایا کہ حضور 97 انصار سائیکل چلاتے ہیں، جن میں سے 32 انصار صف دوم کے ہیں جبکہ 65 صف اول کے انصار ہیں۔ اور وہ باقاعدہ سائیکل چلاتے ہیں، صرف رکھے ہوئے نہیں ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ’’دوسرے انصار کو بھی سائیکل چلانے کی طرف توجہ دلائیں۔ کم از کم قریبی فاصلوں کے لیے سائیکل چلایا کریں۔ یوں سائیکل استعمال کر کے اپنے ماحول کو صاف بنانے میں بھی کردار ادا کریں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 27اگست 2021ء)

* 19/جون 2021ء کو مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کے ممبران عاملہ کے ساتھ آن لائن ملاقات میں حضورِ انور نے مجلس انصار اللہ کو جسمانی طور پر مزید فعال ہونے کی طرف توجہ دلائی اور انہیں پیدل چلنے اور سائیکل چلانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ’’اس سے ان کی ذہنی قوت اور صلاحیتوں پر مثبت اثر پڑے گا اور انہیں بہتر رنگ میں جماعت احمدیہ کی خدمت کی توفیق ملے گی‘‘۔

* اسی طرح 15/اگست 2021ء کو اراکین نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ ہالینڈ سے آن لائن ملاقات میں سائیکلنگ کے حوالہ سے توجہ دلاتے ہوئے حضور نے فرمایا:

’’وہ باقاعدگی سے سائیکلنگ کریں اور دیگر کھیلوں میں بھی شامل ہوا کریں تا کہ عمر کے بڑھنے سے ان کی صحت اور fitness برقرار رہے۔‘‘

حضور انور نے فرمایا کہ ’’عمر بڑھنے کے اثر دماغی رویہ سے پتہ چلتے ہیں۔ اگر کوئی شخص مثبت سوچ سے کام لے رہا ہو اور دل کا جوان ہو تو اس کا عمومی صحت اور حالات پر مثبت اثر ہوگا۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 31 اگست 2021ء)

سائیکل چلانے کی تحریک ومہم

حضور نے مجلس مشاورت 1973ء کے موقع پر 31 مارچ کو فرمایا:

’’صحت کو برقرار رکھنے کے لئے سائیکل چلانا بہت مفید ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جماعت میں مہم چلائی جائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سائیکل چلائیں۔ یہ ورزش بہت مفید ہے۔ میرے خیال میں پاکستان میں ایک لاکھ احمدی ایسا ہونا چاہئے جن کے پاس سائیکل ہوں۔ اگر آہستہ آہستہ سائیکل چلایا جائے تو ایک دن میں ایک سو میل سائیکل چلانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ مشاورت کے موقع پر جو رضا کار باہر کی جماعتوں سے آتے ہیں اس دفعہ میں نے خدام الاحمدیہ کو کہا کہ وہ رضا کار سائیکلوں پر آئیں۔ چنانچہ لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، سرگودھا، لائلپور اور جھنگ سے 95 سائیکل سوار خدام مشاورت کے موقع پر یہاں پہنچے ہیں اور انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ آرام سے سائیکل چلا کر یہاں آگئے ہیں۔ ایک لاکھ احمدی اگر ایک سو میل سائیکل چلائیں تو وہ ایک دن میں ایک کروڑ میل سائیکل چلالیں گے اور ضرورت پڑنے پر ان سے بہت مفید کام لئے جاسکیں گے۔ انہیں سائیکل چلانے کی عادت ہوگی تو قومی ضرورت کے پیش آنے پر وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوں گے۔ کاروں اور موٹروں کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ انہیں کہا جائے گا کہ سائیکل پکڑو اور جاؤ اور وہ فوراً چلے جائیں گے۔

امراء جماعت اپنے اپنے اضلاع میں تحریک کریں کہ احباب جماعت سائیکل خریدیں۔ چھ مہینہ کے اندر اندر اکتوبر کے آخر تک میرے پاس رپورٹ آجانی چاہئے کہ کتنے سائیکل ان کے پاس ہوگئے ہیں۔ پھر وہ تحصیل وار ایسا انتظام کریں کہ تین تین آدمیوں کا وفد ہر تحصیل کے ہر گاؤں میں جس کا نقشہ میں نام ہے جائے اور وہاں کی تین دکانوں کے پتے نوٹ کر کے لائے اور یہ بھی بتائے کہ اس گاؤں کی بطور خدمت خلق ہم کس نوعیت کی مدد کر سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جو ضلع اس مہم میں اول آئے گا اس کو ہم ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1973ء صفحہ 34 تا 45)

اسی سال مئی میں خدام الاحمدیہ کی سالانہ تربیتی کلاس کے موقع پر عملی تربیت کا پروگرام مرتب کیا گیا جس میں سو میل سائیکل سفر اور 5 میل پیدل سفر شامل تھا۔

سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کے موقع پر 693 خدام سائیکلوں پر آئے اور یہ سلسلہ 1983ء کے سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ تک جاری رہا۔ انصار نے بھی ہمت کی۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 1983ء پر 85 سالہ بزرگ فیصل آباد سے سائیکل پر آئے اسی طرح ایک ٹانگ سے معذور دوست ترگڑی ضلع گوجرانوالہ سے سائیکل پر ربوہ آئے حضور نے ان دونوں کو انعام سے نوازا۔

(الفضل 2 نومبر 1983ء صفحہ 1)

یہ سلسلہ بیرون ممالک بھی کافی پھیل چکا ہے مثلاً بیلجیئم کے جلسہ سالانہ 2007ء میں شرکت کی غرض سے 4 ریجنز کے 23 افراد سائیکلوں پر آئے جن میں بعض نے 117 کلومیٹر کا دشوار گزار سفر طے کیا۔

(الفضل 22/اکتوبر 2007ء)

15 جولائی 1973ء کو حضور نے برطانیہ میں ایک لاکھ مستعد سائیکل سواروں کی تحریک فرمائی۔

حضور نے سالانہ اجتماع انصار اللہ کے موقع پر 10 نومبر 1973ء کو اعلان فرمایا کہ آئندہ سات برس کے اندر بیس ہزار سائیکل سوار انصار اللہ میں سے دس ہزار اطفال الاحمدیہ میں سے اور 70 ہزار خدام الاحمدیہ میں سے تیار ہونے چاہئیں تا کہ یہ وسیع پیمانے پر رفاہی کاموں میں حصہ لے سکیں۔ دیہات سے رابطہ قائم کریں اور لوگوں کی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کر سکیں۔ حضور نے فرمایا یہ مہم صحتوں کو برقرار رکھنے کے لئے بھی مفید ثابت ہوگی اور دیگر بہت سے فوائد بھی اس سے ان شاء اللہ حاصل ہوں گے۔

(الفضل 11 نومبر 1973ء)

چنانچہ جماعت نے اس طرف بڑی خوش دلی سے توجہ کی اور انصار اور خدام نے سائیکل سواری شروع کر کے خدمت خلق کے میدان میں نئے کاموں کا آغاز کیا۔

انصار اور اطفال کی تقسیم اور سائیکل کے استعمال کی تلقین

حضور نے جماعت کی ذیلی تنظیموں کو مضبوط کرنے اور ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے سالانہ اجتماع انصار اللہ 1973ء کے موقع پر بعض اہم انتظامی تبدیلیاں فرمائیں۔ حضور نے 10 نومبر 1973ء کو انصار اللہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ انصار اللہ صف اول و صف دوم۔ اور اطفال الاحمدیہ میں بھی معیارِ کبیر قائم فرمایا۔ پھر فرمایا:

حضور نے فرمایا کہ ایک خادم چالیس سال کے بعد اگلے دن جب انصار اللہ میں شامل ہوتا ہے تو وہ اپنے آپ کو بوڑھا سمجھنے لگتا ہے اس لئے 40 سے 55 سال تک کی عمر کے انصار کی ایک الگ تنظیم ہوگی۔ ان کے سپرد وہی کام کئے جائیں گے جو خدام الاحمدیہ کے سپرد ہیں مثلاً ورزش میں باقاعدگی اور سائیکل سفر میں حصہ لینا اور سروے سکیم میں خدام کے ساتھ جانا۔ حضور نے ان کے لئے ’’جوانوں کے جوان‘‘ کی اصطلاح وضع فرمائی۔ نیز انصار اللہ کی تنظیم اور ان کے کاموں کو تیز سے تیز کرنا ان کی ذمہ داری قرار دیا۔

(الفضل 11 نومبر 1973ء)

علاوہ ازیں معیار کبیر کے اطفال کے لئے سائیکل سفر اور سائیکل سروے اور وقار عمل میں حصہ لینا ضروری قرار دیا گیا۔ اس معیار کو حضور نے خدام الاحمدیہ کے لئے نرسری قرار دیا۔ تا کہ تین سال کے عرصہ میں وہ خدام الاحمدیہ کے کاموں اور ذمہ داریوں سے پوری طرح واقف ہو جائیں اور جب وہ خادم بنیں تو ان کو نئے سرے سے ٹریننگ نہ دینی پڑے بلکہ وہ پہلے ہی سے تربیت یافتہ ہوں۔

(ماخوذ از کتاب خلفائے احمدیت کی تحریکات اور ان کے شیریں ثمرات)

اطفال کارنر

تقریر
خلافت سے وابستگی

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی دینی و دنیوی ترقی و کامرانی اور روحانی رفعتوں اور برکتوں کے حصول کے لیے خلافت کے قیام کا وعدہ فرمایا اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق کہ آخری زمانہ میں پھر خلافت منہاجِ نبوت پر قائم ہوگی، اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت جیسی عظیم نعمت اور برکت سے نوازا ہے۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس سے وابستہ رہ کر تمام برکتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ کیونکہ یہ وہ عظیم نعمت ہے جس کے ذریعہ نور نبوت بڑھتا اور پھیلتا پھولتا ہے۔ خلافت دین کے استحکام اور خوف کو امن میں بدل دینے کا نام ہے۔ خلافت علم وحکمت کا خزانہ اور عظمت و تمکنت کا نشان ہے۔ خلافت وہ حصنِ حصین ہے جس کا ہر باسی ہر طرح سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔ خلافت تنظیم و ملت کی جان ہے اور تمام برکتیں اور عظمتیں، عزّتیں اور رفعتیں اور دین و دنیا کی بھلائیاں اور ترقیات اس سے وابستہ ہیں۔

پس ساری برکتیں، رفعتیں اور فضیلتیں خلیفہ وقت کی سچی وفاداری، وابستگی اور اطاعت میں ہیں۔ جو بھی خلافت سے مضبوط تعلق رکھے گا، بابرگ و بار ہوگا۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر رہے گا، کیونکہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کی یہ عظیم خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہاتھ امام رکھنے والی جماعت پر ہوگا۔ ''یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ الْجَمَاعَةِ''

خلافت سے زندہ دلوں میں خدا
خلافت غریبوں کا ہے آسرا
نہ کیوں جان و دل سے ہوں اس پر فدا
اسی کے ہے دم سے ہماری بقا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ خلافت کی وابستگی کی اہمیت و برکات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا۔ لیکن اگر تم اس حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی۔''

پھر فرمایا:

''اس سے جتنا زیادہ تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت اور اس سے جس قدر دور رہو گے اُسی قدر تمہارے کاموں میں بے برکتی پیدا ہوگی۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم ہمیشہ خلافت کی برکتوں سے بھرپور فائدہ اُٹھانے والے ہوں۔ آمین

رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم
نہ ہوگا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم

(فرخ شاد)

رپورٹ: عبدالنور۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ

ریجن گراں لاہو، آئیوری کوسٹ میں مسجد کا افتتاح

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کو ریجن گراں لاہو کی ایک جماعت PK63 میں احمدیہ مسجد کی تعمیر کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس گاؤں میں پہلی مرتبہ تبلیغ 2007ء میں مقامی معلم سلسلہ مکرم کونے کریم صاحب (ریجنل مشنری گراں لاہو) نے کی جس کے نتیجے میں ابتدائی طور پر گاؤں کے مقامی امام صاحب و گاؤں کے چیف بیعت کر کے نہ صرف جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے بلکہ گاؤں کی واحد مسجد بھی جماعت کے حوالے کر دی جہاں مکرم طورے ادریس صاحب کو بطور مقامی معلم تعینات کیا گیا۔ تاہم امام صاحب کی وفات کے بعد گاؤں کے مقامی افراد نے گاؤں کے چیف صاحب کو اس بات پر اکسایا کہ احمدی معلم صاحب کو گاؤں سے نکالا جائے تاہم گاؤں کے چیف اس بات پر آمادہ نہ ہوئے اور ایک الگ جگہ جماعت کو دی جہاں تبلیغ و تربیت کا سلسلہ جاری رکھا جاسکے۔ چیف صاحب کے انتقال کے بعد مقامی لوگوں نے گراں لاہو شہر کی جامع مسجد کے غیر احمدی امام کو بلایا اور میٹنگ کے ذریعے دباؤ ڈالا گیا کہ جماعتی معلم سلسلہ کو اس گاؤں سے نکالا جائے جس پر مقامی احمدی صدر صاحب نے اس بات سے صاف انکار کیا چنانچہ بعد ازاں مخالفت کے سبب پہلے سے موجودہ جماعتی جگہ پر جہاں معلم ہاؤس تعمیر ہو چکا تھا چوبارہ سا بنا کر الگ طور پر نمازوں کا آغاز کیا گیا۔ 2018ء میں باقاعدہ طور پر یہاں جماعتی مسجد بنام مسجد بیت السلام کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس کی تکمیل کے بعد مؤرخہ 26 ستمبر 2021ء کو مکرم امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ عبدالقیوم پاشا صاحب نے مسجد کا باقاعدہ افتتاح دعا کے ساتھ کیا۔

بابرکت افتتاحی تقریب میں مکرم امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے جن کے ساتھ تینوں ذیلی تنظیموں کے نیشنل صدور و نیشنل عاملہ کے دیگر ممبران کرام نے بھی شرکت کی۔ جبکہ بطور سرکاری نمائندہ خصوصی ڈپٹی گورنر، چار گاؤں کے چیف صاحبان و 13 غیر احمدی امام صاحبان و متعدد مقامی عمائدین کرام کے ساتھ ساتھ 244 افراد نے شرکت کی۔ اس بابرکت تقریب میں مکرم صدیق جیالو صاحب معلم سلسلہ و ریجنل مشنری نے جماعتی عقائد درباره وفات مسیحؑ و آمد مسیح ثانیؑ و ختم نبوت ﷺ کے حوالے سے جماعتی تعارف کروایا جس کے بعد ذیلی تنظیموں کے صدران نے اپنی اپنی تنظیموں کا مختصر تعارف پیش کیا۔ بعد ازاں مقامی امام صاحبان و ڈپٹی گورنر صاحبان نے تقریر کی جبکہ تقریب کے اختتام پر مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب نے تقریر کی جس میں مساجد کی تعمیر کی اہمیت و انہیں ایمانی دولت کے ساتھ آباد رکھنے کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی۔ بعد دعا اس تقریب کا باقاعدہ اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کی اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے نیز آئندہ بھی مسجد کی حقیقی روح کو سمجھتے ہوئے جماعت آئیوری کوسٹ کو مزید مساجد کی تعمیر کی توفیق عطا کرتا جائے۔ آمین

بقیہ: دی وائیٹ ڈیتھ...... از صفحہ 9

آوازوں سے اندازے لگانے کے ماہر تھے نیز اپنے والد کی طرف سے سکھائے گے فن، دور سے ہدف کا فاصلہ ماپنے میں کمال رکھتے تھے اور شکار کی تلاش میں تنہا جنگل میں وقت گزارنے کی بہترین اہلیت رکھتے تھے۔ بہت سی خوبیوں کی وجہ سے وہ ایک پرفیکٹ sniper بننے کی قدرتی صلاحیت رکھتے تھے جس میں تنہا اپنے مشن پر کام کرنا ہوتا ہے اور صبر سے دشمن کی تاک میں بیٹھنا پڑتا ہے اور اپنے جذبات کو انتہائی حد تک چھپانا یا مٹانا پڑتا ہے۔

ان کی آخری سالگرہ سے پہلے جب ایک انٹرویو کرنے والے نے ان سے سوال کیا کہ آیا کبھی shoot کرتے ہوئے ان کو کانشش نے روکا ہو؟

اس کے جواب میں Simo نے جواب دیا:

''میں نے صرف بتایا گیا کام جس طرح بھی میں بہترین کر سکتا تھا کیا ہے''

ان کی بائیوگرافی لکھنے والے Tapio Saarelainen لکھتے ہیں کہ بہت دفعہ Simo سے انٹرویوز کے دوران وہ مجھے یہ بصیرت افروز بات بتائے بغیر نہیں رہتے تھے:

''جنگ کوئی خوشگوار تجربہ نہیں ہے لیکن اور کون اس سرزمین کی حفاظت کرے گا جب تک کہ ہم خود یہ کرنے کو تیار نہ ہوں۔''

(اس مضمون کی تیاری میں تاپیو ساریلائینن کی کتاب: The White Sniper

طاہر احمد۔ فن لینڈ

دی وائیٹ ڈیتھ

Simo Häyhä فن لینڈ کے ایک ایسے طلسماتی فوجی تھے جنہوں نے دوسری جنگ عظیم میں winter war کے دوران (جو کہ سویت یونین اور فن لینڈ کے مابین لڑی گئی تھی) ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جس نے ان کے نام اور کام کو امر کر دیا اور جو اپنے نام سے زیادہ اپنے نِک نیم ''دی وائیٹ ڈیتھ'' ''دی وائیٹ سنائیپر'' اور ''دی میجک شوٹر'' کے نام سے زیادہ مشہور ہوئے۔

مثالی اور خطرناک سنائیپر

ان کا شمار دُنیا کے طاقتور ترین snipers میں ہوتا ہے اور دنیا کا خطرناک ترین shooter تصور ہوتے ہیں۔ Simo نے 1939-40 کے درمیان اس جنگ میں 500 سے زیادہ دُشمن فوجی مارے تھے جن میں سے سنائیپر رائیفل کے ذریعے انہوں نے 259 لوگ مارے نیز تقریباً اتنے ہی دُشمن انہوں نے سب مشین گن کے ذریعے مارے۔ انیس سو پانچ میں پیدا ہوئے Simo نے بہت طویل عمر پائی اور 2002ء میں 96 سال سے زائد کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

Simo فن لینڈ کے روسی سرحد سے متصل قصبے کے علاقہ Rautjärvi میں آٹھ بچوں کے گھرانے میں پیدا ہوئے، ان کا نمبر سب بہن بھائیوں میں ساتواں تھا۔ ان کی فیملی فِشنگ اور شکار کے روزگار سے وابستہ تھی۔ 17 سال کی عمر میں انہوں نے سول گارڈز کی رضاکارانہ سروس کے شوٹنگ کے مقابلوں میں حصہ لیا اور کامیابیاں حاصل کیں۔

انیس سال کی عمر میں 1925ء میں انہوں نے فن لینڈ کی لازمی ملٹری سروس میں پندرہ ماہ ٹریننگ کی اور پھر ایک نان کمیشنڈ آفیسر سکول میں conscript officer کے طور پر خدمات بجالاتے رہے، لیکن حیران کن طور پر انہوں نے sniper shooting کی ٹریننگ جنگ شروع ہونے سے محض ایک سال پہلے 1938ء میں ہی حاصل کی تھی اور اس سے پہلے اس فیلڈ میں کوئی ٹریننگ نہیں تھی۔

Major Tapio کے مطابق جنہوں نے Simo کی بائیوگرافی لکھی ہے لکھتے ہیں کہ ''سول گارڈ کی تربیت کے دوران Simo نے ایک بار صرف ایک منٹ میں ڈیڑھ سو میٹر دور سے سولہ بار ہدف کو درست نشانہ بنایا۔ یہ ایک بولٹ ایکشن رائفل کے ساتھ ناقابل یقین کامیابی تھی کیونکہ اس رائفل میں ہر کارتوس کو ایک مقررہ میگزین کے ساتھ مینویلی طور پر ڈالا جانا پڑتا تھا'' اور اتنے کم وقت میں اتنی دور سے ٹارگٹ کو اتنی دفعہ درست نشانہ لگانا ایک انتہائی مشکل کام تھا جس کے لیے پھرتی، مہارت، مشاہدے کی قوت اور خود یقینی جیسی بہت سی خصوصیات کا بہترین حد تک ہونا ضروری تھا۔

بہرحال جب 30 نومبر 1939ء کو سوویت یونین نے فن لینڈ پر حملہ کر دیا، اس وقت دوسری عالمی جنگ کو شروع ہوئے محض تین ماہ ہی ہوئے تھے۔ Simo بھی اس جنگ میں فن لینڈ کی طرف سے دفاع وطن کے لیے ڈیوٹی پر مامور کیے گئے۔ یہ جنگ محض ساڑھے تین ماہ ہی چلی اور اس حقیقت کے باوجود کہ سوویت یونین کو ہر عسکری میدان میں بشمول ٹینکوں اور جنگی ہوائی جہازوں میں برتری حاصل تھی، سوویت یونین کو بہت نقصان اٹھانا پڑا اور یہ جنگ ماسکو امن معاہدہ کے بعد اختتام کو پہنچی۔ اس جنگ میں Simo کا کردار حقیقت میں بھی اور حقیقت سے بالا افسانوی طور پر بھی بہت زیادہ رہا، سوویت یونین یہ کہتا رہا کہ Simo کے کردار کو بہت بڑھا چڑھا کے فنش پراپیگنڈا کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے اور حقیقت میں انہوں نے، جتنے بیان کئے جاتے ہیں، اس سے آدھے فوجی مارے تھے۔ دوسری طرف فن لینڈ میں جنگ کے دوران ان کی کارروائیوں کو اخبارات کی زینت بنایا جاتا رہا جس سے لوگوں میں اور فوجیوں میں ایک جوش و جذبہ پیدا ہوتا رہا جس نے جنگ کا رُخ موڑنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جنگ صرف 105 دن تک جاری رہی، لیکن Simo اس کے اختتام کو نہیں دیکھ سکے۔ وہ زخمی ہو گئے اور جنگ کے آخری ہفتے کے دوران ہسپتال میں داخل ہو گئے۔

جنگی مہارت و بہادری کی مثالیں

منفی 30 سے منفی 40 اور برف کے درمیان Simo مکمل طور پر سفید یونیفارم کپڑوں میں ملبوس کیموفلاج ہوتے تھے اور جنگ کے ان خونخوار اور غضبناک دنوں میں جب ہر طرف لاشے گر رہے تھے Simo جنگ کے اس دور میں جو کہ ایک سو پانچ دن جاری رہی اور ان میں سے اٹھانوے دنوں میں زخمی ہونے سے قبل تک 5 افراد سے زیادہ افراد فی دن کے حساب سے اپنے ملک کے دشمنوں کو قتل کر رہے تھے، یہاں تک کہ بہت سی کنفرمڈ رپورٹس کے مطابق ایک بار محض ایک ہی دن میں انہوں نے 25 دشمن فوجی مارے تھے۔ ان ہی معرکوں کی وجہ سے یہ بہادر فوجی دشمن اور اپنی صفوں میں ''وائیٹ ڈیتھ'' کے نام سے معروف ہو گیا تھا۔

ایسے سپاہی کے لئے جو فرنٹ لائن پر بہت زیادہ وقت گزارتا ہو، اتنا لمبا عرصہ پر جوش اور فوکسڈ رہنا بہت مشکل ہوتا ہے جبکہ اس تمام عرصے میں کئی بار یہ موت سے بال بال بچے، Simo بیان کرتے تھے کہ وہ کبھی نہیں ڈرتے تھے۔۔۔ انہوں نے اپنے کام کو ویسے ہی سنجیدگی سے لیا جیسا کہ وہ شکار کو لیتے تھے اور ہمیشہ دشمن سے چھپنے اور انہیں بیوقوف بنانے اور ڈاج دینے کے نت نئے طریقے سوچتے رہتے تھے اور وہ دشمن اور حالات سے کبھی بھی خوفزدہ نہیں ہوئے۔

انہوں نے جنگ کے دوران بہت سی نئی، کامیاب اور ہوشیار techniques, tactics اور حربے ایجاد کیے جو کہ ان کی جنگی مہارت اور حاضر دماغی کا ثبوت ہیں مثلاً وہ اپنے ٹارگٹ کو ہدف بنانے سے پہلے اپنے سامنے والی برف پر پانی کا چھڑکاؤ کر دیا کرتے تھے تاکہ جب وہ شوٹ کریں تو گولی کے دھماکے سے نرم برف اڑ کر ان کی لوکیشن دشمن پر واضح نہ کر دے۔ وہ اپنے منہ میں برف رکھ لیتے تھے تا کہ نشانہ باندھتے وقت سخت سردی کی وجہ سے ان کے منہ کی بھاپ سے ان کی لوکیشن کا پتہ نہ چل جائے۔ انہوں نے اپنی پوزیشنوں اور نقل و حرکت کو چھپانے کے لیے آواز، دھواں اور آرٹلری آگ کے استعمال میں نہایت مہارت حاصل کر لی تھی۔ اور وہ اتنی خاموشی سے اپنی جگہیں بدل لیا کرتے تھے کہ کسی کو خبر نہیں ہوتی تھی۔ کسی بھی جنگ میں علاقے کے حدود اربعہ کا نقشہ بہت ضروری ہوتا ہے اور وہ مناسب جگہ کی نشاندہی کے لیے ایک فوجی کا لازمی جز تصور ہوتا ہے لیکن اس جنگ کے دوران نقشوں کی کمی کی وجہ سے Simo نے بہترین چھپنے کی جگہ تلاش کرنے کے لیے نقشوں کی بجائے اپنی یادداشت اور اپنی فطری جبلت پر انحصار کرنا شروع کر دیا تھا۔

ایک خطرناک گولی

چھ مارچ 1940ء کو دن کے اختتام کے وقت Simon Häyhä سوویت یونین کی ریڈ آرمی کے ایک سولجر کی دھماکہ خیز گولی کا نشانہ بن گئے۔ اس گولی سے یہ بہت بری طرح زخمی ہو گئے اور ان کے نچلے جبڑے کا اکثر حصہ اس کی زد میں آ گیا اور ان کا چہرہ بری طرح متاثر ہوا اور وہ بے ہوش ہو گئے، ان کے اپنے بقول بے ہوش ہونے سے پہلے وہ اپنی کمر کے بل گر رہے تھے اور اگر وہ پوری ہمت کر کے پیٹ کے بل نہ لیٹ جاتے تو زخم کا خون وغیرہ ان کے پھیپھڑوں میں جمع ہو جاتا جس سے ان کی موت یقینی ہوتی اور وہ کبھی بھی ہسپتال نہ پہنچ پاتے۔ ان کے ساتھی فوجیوں نے اس دن کی جنگ کے اختتام پر ان کو وہاں سے نکالا اور ان کو ہسپتال پہنچایا گیا جہاں تقریباً ایک ہفتے بعد ان کو ہوش آئی۔ لیکن جب تک ان کو ہوش آتی ان کی وفات کی افواہ ہر طرف پھیل چکی تھی اور اپنی ہی موت کی خبر ہسپتال کے بستر پر انہوں نے ایک اخبار میں پڑھی جس کے بعد ایک خط لکھ کر انہوں نے اپنے زندہ ہونے کی خبر اپنے والدین کو پہنچائی۔ انہیں چودہ ماہ اس زخم کی ریکوری میں لگے اور اس تمام عرصہ میں بے شمار مشکل آپریشنز، سرجریز اور علاج ہوئے اور جبڑا ایک بہت پیچیدہ سرجری کے ذریعہ درست کیا گیا جس میں ان کی کولہے کی ہڈی سے کچھ حصہ لے کر ان کے جبڑے کو بہتر کیا گیا۔ اس خطرناک واقعے کے بعد کبھی بھی مکمل طور پر ان کی بولنے کی صلاحیت درست نہ ہو سکی۔ دلیرانہ بات یہ ہے کہ اتنی بے رحم جنگ اور اپنے ساتھ اتنے خوفناک واقع کے باوجود یہ بار بار دوبارہ فوج میں جنگ میں بھیجے جانے کی درخواست کرتے رہے لیکن ان کی اس حالت کے پیش نظر ان کو دوبارہ جنگ میں نہیں بھیجا گیا۔

ایک سلیبریٹی مگر تنہا زندگی

جنگ کے بعد Simo واپس اپنے فارم آ گئے۔ وہ اب ایک عام فوجی نہیں رہے تھے بلکہ ان کی ناقابل یقین ہمت کی داستانیں کوچہ کوچہ پھیل چکی تھیں، ان کے گولی سے موت کے مونہہ کے قریب سے بچ نکل کر صحت یاب ہو کر دوبارہ زندگی میں لوٹنے نے لوگوں کو حیران کر دیا تھا۔ اپنے ملک کی آزادی کی خاطر جان کی بازی لگا کر دشمن کو کاری ضربیں لگانے اور جنگی مہارت کے قصوں نے ان کو ایک دیو مالائی کردار بنا دیا تھا، ایک چھوٹے سے ملک کے ایک گمنام سے فوجی نے وہ کارنامے سرانجام دے دیے تھے کہ وہ ایک سلیبریٹی بن چکے تھے اور ان کا نام فن لینڈ کے باسیوں کے لیے امر ہو چکا تھا۔ انہیں ہر طرف سے اعزازات سے نوازا جا رہا تھا، انہیں فرسٹ اور سیکنڈ Cross of Liberty نیز Freedom Medal سے نوازا گیا۔ فن لینڈ کے صدر نے جنگ کے بعد ان کو سارجنٹ سے ترقی دے کر براہ راست Lieutenant کے رینک پر ترقی دے دی تھی۔

لیکن اس سب شہرت سے Simo بھاگتے رہے اور اپنے فارم پر خاموش اور علیحدہ زندگی گزارنے لگے، وہ اپنے محدود حلقہ احباب میں خوش تھے اور لوگوں میں زیادہ گھلنا ملنا پسند نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے زندگی بھر شادی نہیں کی اور آخر تک تنہا زندگی گزاری۔

وہ شاید snipers کی دنیا کے جادوگر تھے وہ بہترین شکاری تھے اور شکار کے لیے اپنی ایک واحد بندوق پر انحصار کرتا تھا جس کی ہر حرکت و کمی و بیشی سے وہ بخوبی واقف تھے، وہ شکار کے ماحول کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے تھے،

بقیہ صفحہ 8 پر

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: مبارک احمد منیر۔ مبلغ سلسلہ برکینا فاسو

مدرسہ بزبان جولا فون برکینا فاسو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئی کے مطابق جماعت احمدیہ دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے اور ہر سال دنیا کی مختلف اقوام جماعت احمدیہ میں شامل ہوتی جارہی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے برکینا فاسو جو کہ مغربی افریقہ کا ایک ملک ہے، میں بھی جماعت احمدیہ کا نفوذ ہوچکا ہے۔ برکینا فاسو میں موجود مختلف نسلوں کے لوگ اس روحانی چشمہ سے مستفید ہورہے ہیں۔ برکینا فاسو کے جنوبی حصہ میں کئی ریجنز کے لوگ جولا زبان میں ہی بات کرتے ہیں۔ اس علاقہ میں جماعت احمدیہ مضبوطی سے قائم ہوچکی ہے۔ چنانچہ اس علاقہ کے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اس سال ایک ماہ پر محیط مدرسہ کا انعقاد کیا گیا۔

مدرسہ کی افتتاحی تقریب کے لیے کونے داؤدا صاحب صدر خدام الاحمدیہ برکینا فاسو تشریف لائے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد Zidi Saeedou ریجنل صدر صاحب ددگو ریجن نے استقبالیہ کلمات کہے۔ بعد ازاں صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے نصائح فرمائیں اور مدرسہ سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی طرف توجہ دلائی اور دعا کروائی۔

مدرسہ کے لیے شاکر مسلم صاحب ریجنل مربی دِدگو کی سربراہی میں ایک پروگرام تشکیل دیا گیا۔ اور سارے دن کا ٹائم ٹیبل بنایا گیا۔ مدرسہ میں تدریس کے فرائض حافظ نیمی آدم صاحب استاد جامعۃ المبشرین برکینا فاسو اور یارو سلیمان صاحب لوکل مشنری نے سرانجام دیئے۔ مضامین میں قاعدہ یسرنا القرآن، ناظرہ قرآن، نماز، علم کلام، حدیث، فقہ، تاریخ اسلام اور تاریخ احمدیت کے مضامین شامل تھے۔

جماعت احمدیہ کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے چنانچہ نوجوانوں میں تعلق باللہ پیدا کرنے کے لیے تین دن نماز تہجد کا بھی انعقاد کیا گیا۔ تدریس کے علاوہ سوال و جواب کے پانچ سیشن شاکر مسلم صاحب کی صدارت میں منعقد کیے گئے۔ جماعت احمدیہ کی بعض روایات ایسی ہیں جو باقاعدہ ابتداء سے ہی جماعت ہر فرد میں پیدا کی جاتی ہیں۔ چنانچہ ان میں ایک روایت وقار عمل کی ہے۔ ان نئی جماعتوں کے نوجوانوں میں اس روح کو پیدا کرنے کے لیے تین وقار عمل بھی کیے گئے۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ کے موٹو ’’محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں‘‘ پر عمل کرتے ہوئے، بیماروں کی تیمارداری کرنے کے لیے ہسپتال کا وزٹ بھی کیا گیا۔ اس کے علاوہ خلیفہ وقت سے مضبوط تعلق پیدا کرنے کے لیے خط لکھنا سکھایا گیا، چنانچہ تمام شاملین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں خط لکھے۔

مدرسہ میں تین ریجنز سے 48 خدام واطفال نے شرکت کی۔ ددگو سے 36، بوبو سے 5 اور بروموریجنز سے 7 افراد شامل ہوئے۔

مؤرخہ 28 ستمبر 2021ء کو اختتامی تقریب منعقد کی گئی۔ اس تقریب کے لیے محمود ناصر ثاقب صاحب امیر و مشنری انچارج برکینا فاسو پانچ افراد پر مشتمل وفد کے ساتھ شامل ہوئے۔ نیز صدر خدام الاحمدیہ برکینا فاسو جو کہ پہلے ہی سے جماعتوں کے دورے کررہے تھے، بھی چار افراد پر مشتمل ایک وفد کے ساتھ شامل ہوئے۔ اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد صدر صاحب خدام الاحمدیہ برکینا فاسو نے عہد دہرایا۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ پیش کیا گیا۔ نیز طلباء مدرسہ کے نمائندہ نے اپنے احساسات کا اظہار کیا اور مدرسہ سے مستفید ہونے کے بارہ میں بتایا۔ بعد ازاں یارو سلیمان صاحب نے رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے اظہار خیال کیا۔ بعد ازاں شاملین مدرسہ میں امیر صاحب برکینا فاسو نے اسناد تقسیم کیں اور نصائح فرمائیں۔ آخر میں دعا ہوئی اور نماز ظہر وعصر پڑھیں گئیں۔ نمازوں کے بعد حاضرین تقریب کے لیے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مدرسہ میں شامل ہونے والے تمام افراد علم وعرفان میں بڑھتے چلیں جائیں اور خلافت کے مضبوط سہارا بنیں۔ آمین

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ظلمت کی قسمیں

’’ظلمت بھی بہت قسم کی ہے۔ ایک ظلمت فطرت ہوتی ہے۔ جب انسان میں ظلمت فطرت ہوتی ہے تو اس کو ہزار دلائل سے سمجھاؤ اور لاکھ نشان اس کے سامنے پیش کرو وہ اس کی سمجھ میں ہی نہیں آسکتے۔ ایک ظلمت جہالت ہوتی ہے۔ ایک ظلمت عادت، ظلمت رسم، ظلمت صحبت، ظلمت معاصی، غرض یہ سب اندھیرے ہیں۔ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان سب سے محفوظ رکھے۔‘‘

(خطباتِ نور صفحہ 341)

مرسلہ: بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

03 نومبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:07	17:43
مدینہ منورہ	05:10	17:40
قادیان	05:24	17:37
ربوہ	05:03	17:17
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:30	16:33